سوال

(45)طلاق ثلاثہ کے متعلق رکانہ والی حدیث

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

طلاق ثلاثہ کے متعلق رکانہ والی حدیث

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

طلاق ثلاثہ کے متعلق رکانہ والی حدیث :

(یہ خط جوچند سوالات اوران کے جواب پر مشتمل ہے، مجموعہ فتاویٰ (قلمی، زیر رقم ۲٦۸) خدا بخش لائبریری پٹنہ، (ورق ۱۸/۱ ۔ ۱۹/ب) سے ماخوذ ہے)۔[ع، ش]

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ أما بعد :

ازفقیر حقیر محمد شمس الحق۔ عفی عنہ۔ بخدمت شریف مولوی انوار الحق صاحب مدرس مدرسہ انوار العلوم ڈاکخانہ نوانگر ضلع بلیا۔ بعد سلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ واضح ہو آپ نے تحریر فرمایا ہے :

آپ نے حاشیہ دار قطنی میں ایک مضمون تحریر فرمایا ہے، اس کی تحقیق مطلوب ہے۔ براہ نوازش جواب مدلل روانہ فرمائیے۔ کتاب ''التعلیق المغنی'' صفحہ (۴۴۹) میں بعد نقل روایت ابوداود جس میں ابورکانہ کا قصہ ہے، آپ نے لکھا ہے : ''وھذا حدیث جید الإسناد'' (اس حدیث کی سند جید ہے)۔

اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے : ''والقصة معروفة ومحفوظة، وقد تابعہ علیھا داوٗد بن الحصین، وھذا یدل علی أنہ حفظھا'' (یہ قصہ معروف و محفوظ ہے اور اس کو داود بن الحصین نے بھی نقل کیا ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس نے اس قصے کو حفظ کیا ہے۔ ''

اس کے متعلق یہ امور جواب طلب ہیں :

نمبر ۱۔ طالق ابورکانہ ہیں یا رکانہ ؟

نمبر ۲۔ ابورکانہ کا صحیح ترجمہ کیا ہے اور یہ کس سَن (سال) میں اسلام لائے ؟

نمبر ۳۔ داود بن الحصین نے کس روایت میں متابعت کی ہے؟

نمبر ۴۔ باوجود اس کے کہ اس حدیث میں بعض راوی مجہول واقع ہیں، جیسا کہ خود آپ نے اسی صفحہ مذکورہ میں لکھا ہے، وہ روایت جید الاسناد کس اصول سے قرار دی گئی ہے؟

پس جواب سوال اول یہ ہے کہ میرے علم و تحقیق میں طالق رکانہ ہے، نہ ابو رکانہ۔ اگرچہ سنن ابی داود میں جو روایت فی ''باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، من طريق عبد الرزاق عن ابن جريج عن بعض بني أبي رافع عن عكرمة'' مذکور ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طالق ابو رکانہ ہے، مگر یہ بعض رواۃ کا وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ طالق رکانہ ہے، نہ ابو رکانہ۔ چنانچہ اسی حدیث کے تحت میں ابو داود کی یہ عبارت ہے:

''قال أبوداود: وحديث نافع بن عجير وعبدالله بن علي بن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده ''أن ركانة طلق امرأته البتة، فردها النبي ﷺ'' أصح لأنهم ولد الرجل، وأهله أعلم به أن ركانة إنما طلق امرأته'' انتهى كلامه (سنن أبي داود، رقم الحديث: ۲۱۹۶)

''ابو داود نے کہا: نافع بن عجیر اور عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ کی حدیث اپنے باپ کے واسطے سے اور وہ اپنے دادا کے واسطے سے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی، پس نبی ﷺ نے اس عورت کو لوٹا دیا، صحیح تر ہے، کیونکہ وہ اسی آدمی کی اولاد ہے اور اس کے گھر والے اس بات کو زیادہ جانتے تھے کہ رکانہ نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔''

اور پھر سنن ابی داود باب فی البتۃ کی، جو من طریق الشافعی ہے، یہ عبارت ہے:

''حدثنا محمد بن إدريس الشافعي حدثني عمي محمد بن علي بن شافع عن عبيد الله بن علي بن السائب عن نافع بن عجير بن عبد يزيد ابن ركانة أن ركانة بن عبد يزيد طلق امرأته... الحديث'' انتهى (سنن أبي داود، رقم الحديث: ۲۲۰۶)

''محمد بن ادریس شافعی نے ہمیں بتایا، انھوں نے کہا کہ مجھے میرے چچا محمد بن علی بن شافع نے عبید اللہ بن علی بن سائب کے واسطے سے بتایا، انھوں نے نافع بن عجیر بن عبد یزید بن رکانہ کے واسطے سے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ الحدیث۔ ختم شد''

''ومن طريق الزبير بن سعيد عن عبدالله بن علي بن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده أنه طلق امرأته... الحديث'' انتهى (سنن أبي داود، رقم الحديث: ۲۲۰۸)

''اور زبیر بن سعید کے طریق سے انھوں نے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ کے واسطے سے، انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے ان کے دادا کے واسطے سے روایت کی کہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی... الحدیث۔ ختم شد''

''وفي سنن الترمذي من طريق الزبير بن سعيد عن عبدالله بن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده قال: قلت: يا رسول الله إني طلقت امرأتي البتة، فقال: ما أردت بها؟ قال: واحدة، فذكر الحديث'' (سنن الترمذي، رقم الحديث: ۱۱۷۷)

''اور سنن ترمذی میں زبیر بن سعید کے طریق سے، عبداللہ بن یزید بن رکانہ کے واسطے سے، انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے ان کے دادا کے واسطے سے بیان کیا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا کہ ایک۔ پھر پوری حدیث ذکر کی۔''

اور امام احمد بن حنبل و ابو یعلی الموصلی نے من طریق محمد بن اسحاق عن داود بن الحصین عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہے، اس میں بھی رکانہ ہے۔ وھکذا عبارتہ:

''عن ابن عباس قال: طلق ركانة بن عبد يزيد، أخو بني عبد المطلب، امرأته'' انتهى (مسند أحمد ۱/۲۶۵، مسند أبي يعلى ۴/۳۷۹)

''اوراس کی عبارت اس طرح ہے :ابن عباس کے واسطے سے کہ انھوں نے کہا : رکانہ بن عبد یزید، جو بنو مطلب کے بھائی بند تھے، نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ ختم شد''

اور ہم نے ''عون المعبود شرح سنن أبي داود'' (۴/ ۵۵۱) میں یوں لکھا ہے :

''ثم ليعلم أن في حديث ابن جريج ذكر تطليق أبي ركانة لا تطليق ركانة، لكن عندي أنه وقع الوهم فيه من بعض الرواة، والصحيح ما في رواية عبدالله بن علي بن يزيد من أن المطلق إنما هو ركانة، ونحن نظن أن أبا داود لأجل هذا قال : وهذا أصح من حديث ابن جريج أن ركانة طلق امرأته، فقال : إن ركانة طلق، ولم يقل : إن أبا ركانة طلق، مع أن الحديث الذي رواه أبو داود من طريق ابن جريج وقع فيه لفظ ''أبي ركانة'' وقد أخرج الإمام أحمد هذا الحديث في مسنده، وليس فيه ذكر أبي ركانة، بل فيه ذكر ركانة، وإليه نسب التطليق، فحديث أحمد هذا يدل دلالة واضحة على أنه قد وقع الوهم في حديث أبي داود من بعض الرواة'' والله أعلم

''پھر یہ بات جان لینا چاہیے کہ ابن جریج کی حدیث میں ابورکانہ کی طلاق کا ذکر ہے، نہ کہ رکانہ کے طلاق دینے کا۔ لیکن میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس سلسلے میں بعض راویوں کو وہم واقع ہوا ہے۔ صحیح روایت وہ ہے جو عبداللہ بن علی بن یزید کی روایت میں ہے کہ طلاق دینے والے رکانہ ہی تھے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ابوداود نے اس بنا پر کہا ہے کہ ابن جریج کی حدیث کے مقابلے میں یہ حدیث زیادہ درست ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ پس انھوں نے کہا کہ رکانہ نے طلاق دی تھی اور یہ نہیں کہا کہ ابورکانہ نے طلاق دی تھی، باوجود اس کے کہ وہ حدیث جس کی روایت ابوداود نے کی ہے، ابن جریج کے طریق سے اس میں لفظ ''ابورکانہ'' آیا ہے۔ اس حدیث کی تخریج امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے اور اس میں ابو رکانہ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ اس میں رکانہ کا ذکر ہے اور انھی کی جانب طلاق دینے کی نسبت ہے، احمد کی یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ ابوداود کی حدیث میں بعض راویوں کو وہم ہوا ہے۔''

جواب سوال دوم یہ ہے کہ ابورکانہ چونکہ وہم راوی ہے، اس لیے اس کا وجود نہیں ہے اور کتاب ''(الاستیعاب) للحافظ ابن عبدالبر، و''أسد الغابة'' للحافظ ابن الأثیر، و''تجريد أسماء الصحابة'' للحافظ الذهبي و''الإصابة'' للحافظ ابن حجر رحمہ اللہ'' میں ترجمہ موجود ہے۔ (الإستیعاب ۱/ ۱۵۰، أسد الغابة ۱/ ۳۷۱)

قال الحافظ في الإصابة : ''ركانة بن عبد يزيد بن هاشم المطلبي۔ أسلم ركانة في الفتح، وفي الترمذي من طريق الزبير بن سعيد عن عبدالله بن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده قال : قلت : يا رسول الله إني طلقت امرأتي البتة، فقال : ما أردت بها؟ قال : واحدة۔ وفي إسناده اختلاف، وروى عنه نافع بن عجير، وابن ابنه علي بن يزيد بن ركانة۔ مات بالمدينة في خلافة معاوية، وقيل في خلافة عثمان'' انتهى مختصرا (الإصابة لابن حجر ۲/ ۴۹۷)

''حافظ نے ''الاصابہ'' میں کہا ہے کہ رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلبی نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔ ترمذی میں زبیر بن سعید کے طریق سے، عبداللہ بن یزید بن رکانہ کے واسطے سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا : اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا : طلاق بتہ سے تمھاری کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا کہ ''ایک طلاق''۔ اس کی اسناد میں اختلاف ہے اور ان سے روایت کی ہے نافع بن عجیر اور ان کے پوتے علی بن یزید بن رکانہ نے۔ ان کی موت معاویہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں۔''

جواب سوال سوم یہ ہے کہ روایت داود بن الحصین کی مسند امام احمد میں ہے۔ وهذا لفظه :

''حدثنا سعد بن إبراهيم حدثنا أبي عن محمد بن إسحاق قال : حدثني داود بن الحصين عن عكرمة مولى ابن عباس عن ابن عباس قال : طلق ركانة عبد يزيد أخو المطلب امرأته ثلاثا في مجلس واحد، فحزن عليها حزنا شديدا، فسأله رسول الله ﷺ : كيف طلقتها؟ فقال : طلقتها ثلاثا في مجلس واحد، قال : فإنما تلك واحدة، فارجعها إن شئت، قال : فراجعها، قال : وكان ابن عباس يرى أن الطلاق عند كل طهر'' (مسند أحمد ۱/ ۲۶۵)

''ہمیں بتایا سعد بن ابراہیم نے، انھوں نے کہا کہ ہمیں بتایا میرے باپ نے محمد بن اسحاق کے واسطے سے، انھوں نے کہا کہ مجھ سے داود بن حصین نے بیان کیا ابن عباس کے غلام عکرمہ کے واسطے سے، انھوں نے ابن عباس کے واسطے سے کہ رکانہ بن عبد یزید مطلب کے بھائی نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دی۔ پھر اپنی اس حرکت پر وہ

بہت زیادہ غمگین ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: تم نے اپنی بیوی کو کیسے طلاق دی؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے ایک مجلس میں تین طلاق دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک ہی ہے، اگر چاہو تو رجوع کر لو۔ (راوی نے) کہا کہ انھوں نے رجوع کر لیا۔ انھوں نے کہا کہ ابن عباس کی رائے یہ ہے کہ طلاق ہر طہر میں ہے۔''

قال الحافظ ابن القیم: ''ورواہ الحافظ أبو عبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی فی مختاراتہ التی ھی أصح من صحیح الحاکم، فإن قیل: حدیث ابن جریج فیہ مجھول، وھو بعض بنی رافع، والمجھول لا تقوم بہ الحجۃ فالجواب من ثلاثۃ أوجہ:

''أحدھما: أن الإمام أحمد أخرج من طریق محمد بن إسحاق حدثنی داود بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس قال: طلق رکانۃ امرأتہ فذکر الحدیث۔

''والثانی: أن ھذا المجھول ھو من التابعین من أبناء مولی النبی ﷺ، ولم یکن الکذب مشھورا فیھم، والقصۃ معروفۃ محفوظۃ، وقد تابعہ علیھا داود بن الحصین۔ وھذا یدل علی أنہ حفظھا۔

''الثالث: أن روایتہ لم یعتمد علیھا وحدھا، فقد ذکرنا روایۃ داود بن الحصین وحدیث أبي الصھباء الذي عند مسلم وغیرہ، فھب أن وجود روایتہ وعدمھا سواء ففی حدیث۔ داود کفایۃ، وقد زالت تھمۃ تدلیس ابن إسحاق بقولہ: حدثنی'' انتھی کلامہ مختصرا (إغاثۃ اللھفان ۱/۲۸۶)

''حافظ ابن قیم نے کہا ہے: اس کی روایت حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے اپنی مختارات، جو صحیح حاکم سے زیادہ صحیح ہے، میں کی ہے۔ پس اگر کہا جائے کہ ابن جریج کی حدیث میں مجہول راوی ہیں اور وہ بنو رافع کا کوئی شخص ہے اور مجہول راوی کی روایت سے حجت نہیں قائم کی جا سکتی تو اس کا جواب تین صورتوں میں ہے:

''پہلی صورت: امام احمد نے تخریج کی محمد بن اسحاق کے طریق سے، انھوں نے کہا کہ مجھے داود بن حصین نے عکرمہ کے واسطے سے بیان کیا اور عکرمہ نے ابن عباس کے واسطے سے، انھوں نے کہا کہ رکانہ نے اپنی عورت کو طلاق دی۔ پھر پوری حدیث کو ذکر کیا۔

''دوسری صورت: یہ مجہول (راوی) تابعین میں سے ہے، جو نبی ﷺ کے غلاموں کی اولاد میں سے ہے اور یہ لوگ کذب گوئی میں شہرت نہیں رکھتے اور یہ قصہ معروف و محفوظ ہے، جس کی متابعت داود بن حصین نے کی ہے۔ یہ اس بات پر دال ہے کہ انھوں نے اس کو یاد کیا ہے۔

''تیسری صورت: اس روایت پر صرف ایک شخص نے اعتماد نہیں کیا ہے بلکہ ہم نے داود بن حصین کی روایت بیان کر دی ہے اور ابو صہبا کی حدیث جو مسلم وغیرہ میں ہے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہوئی کہ ان کی روایت کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ پس داود کی حدیث کافی ہے اور اس طریقے سے ابن اسحاق کی تدلیس کی تہمت اس قول ''حدثنی'' کی بنیاد پر زائل ہو جاتی ہے۔''

پس حدیث داود بن الحصین کی متابع ہے حدیث ابن جریج کی۔ کیونکہ قصہ رکانہ جس میں طلاق ثلاثہ واقع ہے، روایت کیا ہے ابن جریج نے: ''عن عکرمۃ عن ابن عباس'' کما أخرجہ أبو داود۔ (سنن أبي داود، رقم الحدیث: ۲۱۹۶)

اور روایت کیا ہے داود بن الحسین نے: ''عن عکرمۃ عن ابن عباس'' کما أخرجہ أحمد بن حنبل وغیرہ۔ اور متابعت تامہ اور متابعت قاصرہ دونوں معتبر ہیں اصول حدیث میں۔ (مسند أحمد: ۲۶۵)

جواب سوال رابع کا یہ ہے کہ سنن ابی داود میں حدیث ابن عباس جو بایں اسناد مروی ہے:

''حدثنا أحمد بن صالح نا عبدالرزاق نا ابن جریج أخبرنی بعض بنی أبي رافع مولی النبی ﷺ عن عکرمۃ عن ابن عباس۔'' (سنن أبي داود، رقم الحدیث: ۲۱۹۶)

''روایت کیا ہمارے لیے احمد بن صالح نے عبد الرزاق سے اور انھوں نے کہا کہ ہمارے لیے بیان کیا ابن جریج نے اور انھوں نے کہا کہ بیان کیا ہمارے لیے بنی ابی رافع نے جو نبی ﷺ کا مولیٰ ہے اور انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔''

اس کے کل رواۃ ثقہ ہیں اور معروفین سے ہیں۔ سوائے شیخ ابن جریج کے کہ وہ مجہول ہے۔ پس تعلیق مغنی میں استثناء موجود ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے :

''وھذا حدیث جید الإسناد، غیر أن بعض بنی أبی رافع لم یعرف'' انتھی

''یہ حدیث عمدہ اسناد والی ہے۔ البتہ اس میں ''بعض بنی أبی رافع'' غیر معروف ہیں۔ ختم شد۔''

ہاں ''بنی أبی رافع'' سے نفی صدورِ کذب کی گئی ہے، مگر اس سے جہالتِ راوی رفع نہیں ہو سکتی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 241

محدث فتویٰ